سوال

(26) ھنڈوی کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم اور حدیث شریف کی رو سے ہنڈوی کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں صریح نص تو موجود نہیں اسی لئے اس میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے چنانچہ دلیل کے نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد اور استنباط پر عمل کرنا لازم ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: جب فقہاء کرام رحمھم اللہ نے اس مسئلہ میں بنظر غائر جائزہ لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ انواع معاملات میں سے قرض کے تحت داخل ہے اور اس میں قرض خواہ کا نفع ہے کیونکہ اس سے مقصود کسی شخص کی معینہ رقم لے کر دوسرے شہر میں کسی خاص شخص کو پہنچا دینے سے رستے کے خوف سے امن ہی مطلوب ہے اور یہ نفع قرض پر حاصل ہوا جبکہ قرض پر نفع لینا ربا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث:

كل قرض جر نفعا فهو ربا ([1])

رواہ حارث بن اسامہ مرفوعا۔ یعنی جو قرض نفع کھینچ لائے وہ ربا ہے۔ اگرچہ یہ ضعیف ہے اور اس کے وہ شواہد بھی جو بیہقی کی کتاب المفرد اور بخاری کی تاریخ میں منقول ہیں وہ بھی ضعیف ہیں لیکن اہل علم کا اسے قبول کر لینے سے اس کو تقویت حاصل ہوگئی اور اہل علم نے بموجب اس حدیث کے ھنڈوی کی کراہت کا حکم لگایا ہے جس سے فقہاء کی اصطلاح میں سفتجہ (ھنڈی دینا) کہتے ہیں اور اس کی جمع سفاتج ہے۔ اسی طرح ھدایہ شرح وقایہ، مصفی اور انوار وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور کراھت سے مراد کراہت تحریمی ہے، چنانچہ اطلاق کے وقت یہی سمجھا جاتا ہے اور یہ معاملہ اس ملک میں تین طرح سے مروج ہے:

1۔ جس قدر مبلغ ہو اس کو اسی قدر بغیر کسی کمی و بیشی کے تحریر کیا جائے اس صورت میں کوئی ربا نہیں۔

2۔ مبلغ کم وصول کریں لیکن ادائیگی زیادہ کریں۔

3۔ زیادہ لے کر کم لکھیں اور دونوں صورتیں لینے اور دینے میں صریح ربا ہیں۔

اوراس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ اگرہنڈوی سو100 روپیہ کی کریں اوردس دوپیہ ھنڈوان (بنانے کاخرچ) آتا ہے توچاہئے کہ مہاجن (سوہوکار، سوداگر) کوسوروپیہ سے دوروپیہ کم دے اورروپیہ کے پیسے خرید کربارہ روپیہ مہاجن کے ہاتھ بیچ دے اس صورت میں اختلاف جنس کے باعث یہ معاملہ بلاشبہ درست ہوجاتا ہے۔

اس پر صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کوخیبر پرعامل مقرر فرمایا تووہ شخص آپ کے پاس اچھی کھجوریں لایا، آپ نے فرمایا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے کہا نہیں حضرت، خداکی قسم ہم توان کا صاع، دوسری کھجوروں کے دو صاع دے کرلیا کرتے ہیں اور کبھی دوصاع، تین صاع دے کرلیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کرویعنی ایک چیز کواسی کے ہم جنس سے کمی وزیادتی سے خریدنا ربا ہے بلکہ ملی جلی کھجوروں کوایک دفعہ داموں کے بدلے بیچ کران داموں سے اچھی کھجوریں خریدا کروتاکہ ربالازم نہ آئے اور موزونات (تولی جانے والی چیزوں) میں بھی اسی طرح فرمایا، یعنی تمر تومکیلات میں سے ہے لیکن یہ حکم مکیلات ہی سے مخصوص نہیں بلکہ موزونات (جوترازو سے وزن کی جاتی ہیں جیسے سونا چاندی وغیرہ) کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اس شخص کانام سوادبن غزیہ تھا۔ چنانچہ محلی نے دارقطنی سے نقل کیا اور خطیب نے مبہمات میں ذکرکیا جبکہ بعض نے کہا وہ مالک بن صعصعہ ہے۔ ([2])

اس سے معلوم ہواکہ غیر جنس درمیان میں آنے سے کمی وبیشی حلال ہوجاتی ہے پس اگرمہاجن سو(100) روپیہ کی ہنڈوی میں پانچ روپیہ واپس کردے جس کوہندی میں "پھرت" کہتے ہیں توچاہیے کہ نوے (90) روپے نقد دے اوردس کے بدلے پانچ روپے کی پیسے دے۔

شاہ رفیع الدین دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء نے ہنڈوی کی کراہت دورکرنے کےلئے ایک تجویز لکھی ہے کہ:

پہلے ساھوکارکوہنڈوی کی شرط کے بغیر قرض دے دے، اس کے بعدکہے کہ فلاں شہر میں فلاں آدمی کے پاس یہ قرض اداکردے اورساھوکاریہ مضمون لکھ کراسے دے دے اس لئے کہ ہنڈوی کی کراہت اسی وجہ سے ہے کہ اس قرض سے نفع لے لیا، یعنی رستے کے خوف سے امن حاصل ہوگیا، اورجس صورت میں صاحب قرض کی منفعت مشروط ہوتوربا کا شبہ ہے، سومنفعت مشروع ہی نہیں توربا کا شبہ بھی نہ رہا، انتہی۔

---

[1]السنن الکبریٰ، بیہقی 5/350،کتاب المعرفۃ 7/169،فتح الباری 4/399، شرح مسلم 11/21

[2]کذافی تلخیص الجبیر 3/8

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 330

محدث فتویٰ